AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

خطبہ حجۃ الوداع اور مغرب میں انسانی حقوق کے تصورات: تحقیقاتی جائزہ

Research reviews the Farewell Sermon and Conceptions of Human Rights in the West

Dr. Syed Muhammad Haroon Agha
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Alhamd Islamic University, Quetta
Email: aghaharoon00@gmail.com
Muhammad Siddiqui Ullah
Visiting Lecturer, Department of Islamic Studies, University of Balochistan, Quetta
Email: sideeqsadiq6@gmail.com
Syed Atta-ur-Rahman Agha
Lecturer, Department of Islamic Studies, Alhamd Islamic University, Quetta
Email: ataur-rahman@alham.pk

Abstract

The historic sermon of the farewell pilgrimage delivered by the Prophet Muhammad (peace be upon him), encompassing human rights, continues to hold precedence in the realm of human rights documents, emphasizing respect for humanity and the preservation of rights amidst a series of contradictions. It extends superiority over all human rights charters and documents from the inception to the advancement of human rights in the Western world. In this exemplary and historic sermon, you did not confine yourself to mere formal decrees and implementation of the Charter of Human Rights! Rather, you ensured effective and relevant practical measures for its preservation and enforcement, thereby establishing its implementation in your blessed life within your established Medina society. The farewell sermon of the Prophet Muhammad (peace be upon him) also gains precedence because the Charter bestowed by you holds a universal and global significance. You were not just a Prophet for the Arabs; you emerged as a universal guide, bringing the universal religion of Islam and eternal teachings to guide humanity globally. You granted the descendants of Adam exemplary and universal rights and duties, which are not merely theoretical concepts or ideas like Western legal theories but are rather a guarantor of human welfare and righteousness, a manifesto of humanity.

تعارف موضوع

انسانی حقوق پر مشتمل تاریخ ساز دفعات جو پیغمبر اسلام ﷺ نے خطبۂ حجۃ الوداع کی ہمہ گیر دستاویز انسانی حقوق میں انسانیت کے احترام اور حقوق کے تحفظ و تضاد کے سلسلہ میں جاری فرمائیں، وہ مغربی دنیا کے انسانی حقوق کے آغاز و ارتقاء تک تمام انسانی حقوق کے منشور اور دستاویز پر فوقیت رکھتی ہے۔ اس مثالی اور تاریخ ساز خطبہ میں انسانیت کے نام "منشور انسانی حقوق کے محض رسمی فرمان اور اجراء پر آپ نے اکتفاء نہیں فرمایا! بلکہ اس کے تحفظ اور عملی نفاذ کے لیے موثر و مربوط عملی اقدامات فرما کر اپنی حیات طیبہ ہی میں اپنے قائم کردہ مدنی معاشرے میں نافذ العمل فرما دیا۔ پیغمبر اسلام ﷺ کے خطبہ حجتہ الوداع کو اس لحاظ سے بھی فوقیت حاصل ہے کہ آپ کا عطا کردہ منشور انسانیت دائی اور عالمگیر حیثیت کا حامل ہے، پیغمبر اسلام کا عربوں کے پیغمبر نہ تھے، وہ پیغمبر عالم بن کر دنیا کی ہدایت اور انسانیت کی رہنمائی کے لیے عالمگیر دین اسلام اور ابدی تعلیمات لے کر عالم دنیا میں تشریف لائے تھے۔ آپ ﷺ نے بنی نوع انسانی کو حقوق و فرائض کا جو مثالی اور ہمہ گیر منشور عطا فرمایا ہے، وہ عالمگیر اور پوری دنیا کی

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

انسانیت کے لیے ہے، وہ مغرب کے نظریہ حقوق کی طرح محض تصورات اور قیاس وافکار پر مرتبہ دستور نہیں بلکہ خالق انسانیت کا انسانیت کی فلاح وصلاح کا ضامن منشور انسانیت ہے۔

خطبہ حجۃ الوداع کی اہمیت عصر حاضر کی روشنی میں

انسانی تاریخ میں حقوق انسانی کی تحریک کے آغاز وارتقاء کا سہرا انسانیت کے محسن اعظم، حضرت محمد ﷺ کے سر ہے۔
رسالت مآب ﷺ کا یہ تاریخی خطبہ بلاشبہ انسانی حقوق کا اولین، مثالی، ابدی اور عالمی منشور اعظم ہے۔ یہ انسانی تاریخ میں انسانیت کی صلاح و فلاح، حقوق انسانی کی جدوجہد میں آغاز اور ارتقاء کے حوالے سے تمام انسانی حقوق کے نام نہاد مغربی منشوروں اور دستاویزات حقوق پر دائمی فوقیت اور تاریخی اولیت رکھتا ہے، جو ایک تاریخی شہادت اور ناقابل تردید حقیقت ہے۔[1]
خطبہ حجۃ الوداع انسانی حقوق کی تاریخ کا مبدا و منتہی ہے۔ یورپ کے مورخ لارڈ ایکٹن Lord Acton نے فرانس کے منشور انسانی حقوق Declaration of the Rights of Man کے متعلق کہا تھا کہ کاغذ کا یہ پرزہ دنیا کے کتب خانوں سے زیادہ وزنی اور نپولین کے قشون قاہرہ سے زیادہ پر شکوہ ہے۔
ایکٹن کی یہ رائے مبالغہ سے خالی نہیں بلکہ انسانیت کے محسن اعظم حضرت محمد ﷺ کے خطبہ حجۃ الوداع کے متعلق یہ کلمات کہ:
آسمان نے روز و شب کی ہزار کروٹیں بدلیں، لیکن احترام انسانیت اور حقوق انسانی کے لیے اس سے زیادہ پر درد اور پُر خلوص آواز نہیں سنی۔
تو یقیناً اس میں کوئی مبالغہ نہ ہوگا۔
حضور اکرم کا خطبہ حجۃ الوداع بلاخوف وتردید حقوق انسانی کا اولین اور ابدی منشور ہے جو نہ کسی سیاسی مصلحت کی بنیاد تھا اور نہ کسی وقتی جذبہ کی پیداوار، یہ حقوق انسانی کے اولین علمبردار محسن انسانیت کا انسانیت کے نام آخری اور دائمی پیغام تھا۔ جس میں انسانی حقوق کے بنیادی خطوط کی رہنمائی کرتے ہوئے انسانی حقوق کا وہ مثالی اور ابدی منشور عطا کیا گیا، جس پر انسانیت جتنا فخر کرے کم ہے، جتنا ناز کرے بجا ہے۔[2]
فصاحت وبلاغت کی معراج، انسانیت کی شان، انسانی حقوق کا دائمی نشان یہ عظیم الشان تاریخ ساز خطبہ انسانیت کی عظمت، جلالت شان اور تاریخی اہمیت کے باعث حجۃ الاسلام"، "حجۃ البلاغ" "حجۃ التمام اور حجۃ الکمال" کے ناموں سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔
محسن انسانیت ﷺ کے منشور انسانی حقوق (خطبہ حجۃ الوداع) کی اہمیت اور انسانی حقوق کے حوالہ سے آپ کے تاریخی اور مرکزی کردار کی اہمیت جاننے کے لیے ضروری ہے کہ اس مثالی منشور انسانیت کی جو کہ مکمل طور پر انسانیت کا منشور اعظم ہے۔ تاریخی اہمیت کے پیش نظر اس میں عطا کردہ حقوق انسانی پر ایک سرسری نگاہ ڈالی جائے!
خطبہ حجۃ الوداع میں فراہم کردہ حقوق میں چند درج ذیل ہیں!
جان، مال، عزت وآبرو اور اولاد کے تحفظ کا حق

---

1. محمد ثانی، ڈاکٹر حافظ، محسن انسانیت اور انسانی حقوق، ص ۱۵۰، دار الاشاعت کراچی

Muhammad sani, doctor hafiz, muhsin insaniat aor insani hoqooq, p 150, dar al ishaat karachi.

2. محمد ثانی، ڈاکٹر حافظ، محسن انسانیت اور انسانی حقوق، ص ۱۵۰، دار الاشاعت کراچی

Muhammad sani, doctor hafiz, muhsin insaniat aor insani hoqooq, p 150, dar al ishaat karachi.

امانت کی ادائیگی، قرض کی وصولیابی اور جائیداد کے تحفظ کا حق

سود کے خاتمہ کا تاریخی اعلان، انسانیت پر احسانِ عظیم

پر امن زندگی اور بقائے باہمی کا حق

Harmonious Coexistence کا حق

(۵) ملکیت، عزت نفس اور منصب کے تحفظ کا حق

انسانی جان کے تحفظ اور قصاص و دیت Relating to Retaliation and Blood Money میں مساوات کا قانونی حق

انسانی مساوات کا حق اور انسانی تفاخر وطبقاتی تقسیم کے خاتمے کا تاریخی اعلان

عورتوں کے حقوق کا تاریخی اعلان غلاموں کے حقوق کا انقلابی اور عملی اعلان

عالمگیر مساوات انسانی اور مواخات (Confraternity) کا حق

انسانیت کے منشور اعظم خطبہ حجۃ الوداع کے تحفظ اور اس کے نافذ العمل بنانے کا اعلان۔

انسانیت کے محسن اعظم حضرت محمد اللہ کے خطبہ حجۃ الوداع مجریہ ۶۳۲ء کی طرف دیکھیے، اس میں انسانیت کے لیے تمام انسانی حقوق آئینی دفعات اور اس کے نافذ العمل بنانے کے حتمی، ابدی و تاریخی اعلان کے ساتھ فراہم کر دیے گئے ہیں اور اتنی واضح تعلیمات اور ہدایات دی گئی ہیں کہ جن کی من مانی تشریح اور خود ساختہ مفہوم اخذ کرنے کے لیے بھی کسی قسم کے تکلفات کی گنجائش نہیں رہتی۔ پیغمبر اسلام ﷺ کے انسانی حقوق کے حوالہ سے کیے گئے تمام اقدامات، اعلانات اور ہدایات کو آپ کی حیات طیبہ میں ہی آپ ﷺ کے قائم کردہ مدنی معاشرہ میں عدل و انصاف اور انسانی مساوات کے زریں اصول پر عملاً نافذ العمل اور آئینی شکل میں اسلامی دستور اور نظام حیات کا جزو لازم بنا دیا گیا تھا۔ بالخصوص عہد نبوی کے مدنی معاشرہ، عہد خلافت راشدہ کے فلاحی معاشرہ (۱۱ھ تا ۱۳۲ / ۶۴۰ تا ۶۶۱ء) اور بعد کے اسی نہج پر قائم اسلامی ادوار میں جس طرح نافذ العمل بنایا گیا، اسلامی تاریخ کے سنہرے اوراق اس کے گواہ ہیں۔[1]

خطبہ حجۃ الوداع انسانی حقوق کا وہ بے مثل و دائمی اور ہمہ گیر منشور ہے، جو انسانیت کے محسن اعظم محمد ﷺ کے 9 ذی الحجہ ۱۰ھ بروز جمعہ / ۲ مارچ ۶۳۲ کو اپنے ہی قائم کردہ مثالی فلاحی مدنی معاشرہ میں نافذ کیا، حیات و دوام جس سے نصیب ہوا۔

اسے بلا خوف و تردید تاریخی حقائق کی روشنی میں انسانیت کا سب سے پہلا "منشور انسانی حقوق Declaration of th Ringhts of Man" ہونے کا شرف حاصل ہے۔

خطبہ حجۃ الوداع کو اگر دفعات کی شکل میں دیکھا جائے تو کم از کم ۴۰ دفعات نکلتی ہیں۔ اس میں تمام تر دفعات مثبت اقدامات پر مبنی، تعمیری افکار پر مشتمل ہیں، یہ تمام دنیائے انسانیت کی صلاح و فلاح کی ضامن اور حقوق و فرائض کا ابدی اور تاریخی منشور حیات ہے۔ اس میں انسانیت کے محسن اعظم، سید عرب و عجم حضرت محمد ﷺ کوئی ذاتی غرض کوئی نسلی، قومی، جماعتی مفادہ کسی گروہ کی حمایت، کسی قسم کے منصب و اقتدار، جاہ و

[1] محمد ثانی، ڈاکٹر حافظ، محسن انسانیت اور انسانی حقوق، ص ۱۵۲، دار الاشاعت کراچی

Muhammad sani, doctor hafiz, muhsin insaniat aor insani hoqooq, p 152, dar al ishaat karachi.

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

حشمت اور تفاخر کا شائبہ تک نہیں پایا جاتا۔ منشور انسانیت دفعات محض، منصوبہ، کاغذی دستاویز مصنوعی اور نا قابل عمل چارٹر، تخیلاتی یا تصوراتی پروگرام یا خواہشات و توقعات (Expectation) یا صرف تجاویز یا سفارشات پر مبنی نہیں تھی، نہ کوئی کسی سیاسی مصلحت کا نتیجہ، نہ کسی وقتی جذبہ کی پیداوار، نہ کسی طبقہ یا گروہ کے دباؤ، دھونس دھاندلی سے متاثر ہو کر جاری نہیں کی گئی تھیں۔ نہ کسی زمان و مکان یا وقت و حالات کے تابع تھیں، نہ کسی معاہدہ کی تکمیل۔ یہ منشور انسانی حقوق دراصل حقوق انسانی کے اولین اور مثالی علمبردار، انسانیت کے تاجدار محسن اعظم، حضرت محمد ﷺ کا پوری انسانی دنیا کی صلاح و فلاح اور حقوق و فرائض کا، سرمدی، حتمی اور عملی منشور، حقیقت مظلوم، سکتی اور دم توڑتی، طبقاتی اور نسلی و نسبی عصبیتوں کی غیر انسانی اور ظالمانہ تقسیم کی شکار مظلوم انسانیت کے نام تاریخی اور انقلابی فرمان اور مژدہ جاں فزا تھا۔

اس کی بدولت حقوق و فرائض کا ہمہ گیر اور عالمی انقلاب رونما ہوا، جس نے عرب و عجم کی دنیائے انسانیت کو حیات و بقاء کا راستہ دکھا کر بنی نوع انسانی کی دنیا میں انقلاب عظیم برپا کیا اور تمام عالم انسانیت کے لیے تا ابد شرف آدمیت و احترام انسانیت کے چراغ روشن کر گیا۔

عہد حاضر کے نام نہاد حقوق انسانی کے علمبردار جنہیں انسانی حقوق کی تاریخ آغاز و ارتقاء کی تعیین اور صحیح سمت کا بھی علم نہیں، یا قصداً تعصب کی آنکھ سے دیکھتے ہوئے اس تاریخی حقیقت اور ابدی منشور انسانیت کو عمداً فراموش کرتے ہوئے حقوق انسانی کے علمبردار اور ترجمان بنے نظر آتے ہیں۔[1]

رسول اکرم ﷺ کی بعثت کے نتیجے میں ایسا معاشرہ قائم ہو چکا تھا، جو تاریخ انسانیت میں مثالی حیثیت رکھتا ہے اور ایک ایسی ریاست وجود میں آگئی تھی، جو دس سال کے انتہائی مختصر عرصہ میں عرب کی وسعتوں پر چھا گئی اور اس میں رہنے والے باشندے دین و دنیا کی برکتوں سے متمتع ہونے لگے۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ وقت بھی آگیا کہ دین حق غالب ہوا۔ اسلام کا بول بالا ہوا، اسلامی معاشرے، اسلامی تہذیب و تمدن اور اسلامی ریاست کی تشکیل و تعمیر مکمل ہوئی۔ باطل قوتیں مغلوب ہوئیں اور سید المرسلین، محبوب رب العالمین کا مقدس مشن اتمام و اکمال سے ہمکنار ہوا۔ اور بالآخر وہ منزل آگئی جب کہ ہادی و رہبر، سید و سرور ﷺ ذی قعدہ ۱۰ھ میں "حجۃ الوداع کے مقدس سفر پر روانہ ہوئے اور اپنے پہلے اور آخری حج کے دوران میں وہ عظیم الشان خطبہ ارشاد فرمایا، جو تاریخ رسالت و نبوت میں ہی نہیں، تاریخ انسانی میں بھی انقلاب آفرین حیثیت رکھتا ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ کے اس خطبہ حجۃ الوداع کی اصل نوعیت یہ ہے کہ:

1- اس خطبہ کے ذریعے اس تبلیغ و دعوت حق کا ابلاغ مکمل ہو رہا تھا، جس پر بنیادی طور پر آپ کو مامور کیا گیا تھا اور جس کا علی الاعلان آغاز خطبہ کوہ صفا سے ہوا تھا اور اکمال و اتمام اس خطبہ حجۃ الوداع پر ہو رہا تھا۔ اس موقع پر ہزارہا انسان بلکہ لاکھ سوا لاکھ بندگان رب کے مجمع سے سرکار رسالت علیہ التحیۃ والصلوٰۃ نے بار بار دریافت کیا تھا کہ الا هل بلغت (بتاؤ! کیا میں نے حق تبلیغ ادا کر دیا ہے؟) تو تمام لوگوں، تمام حاضرین نے بیک آواز، بیک دل بیک زبان اقرار کیا تھا کہ ہاں بے شک! نشهد انك قداديت الامانة وبلغت الرسالة ونصحت)[2] ہم اس کی شہادت یقیناً دیں گے، آپ نے (اللہ کی) امانت (ہم تک پہنچا دی اور رسالت و نبوت اور نصیحت کا حق ادا کر دیا۔

---

[1]. محمد ثانی، ڈاکٹر حافظ، محسن انسانیت اور انسانی حقوق، ص ۱۵۳، دار الاشاعت کراچی

Muhammad sani, doctor hafiz, muhsin insaniat aor insani hoqooq, p 153, dar al ishaat karachi.

[2]. مسلم، الجامع الصحیح، ج ۱، ص ۳۹۶، نور محمد اصح المطابع کراچی

Muslim, al Jamey al saheeh, vol q, p 396, noor Muhammad asah al matabey karachi.

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

خطبہ حجۃ الوداع میں زبان وحی ترجمان سے جو کچھ ارشاد ہوا، وہ محض منصوبہ خیالی باتیں، آئندہ کا پروگرام یا خواہشات و توقعات یا صرف تجاویز (Suggestion) یا سفارشات قسمی کی چیز نہ تھا بلکہ دین الٰہی کا عملی، تاریخی، تعبیری خاکہ اور دین و شریعت کی تکمیل کا اعلان و اظہار تھا، چنانچہ اسی موقعہ پر وحی نازل ہوئی کہ

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتي ورضیت لکم الاسلام دیناً ."یہ خطبہ اللہ کے آخری رسول ﷺ کا انسانیت کے نام آخری پیغام، آخری وصایا کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس خطبہ میں ان عظیم الشان اصولوں کا اعلان فرمایا گیا، جو عالم انسانیت کی ہمیشہ رہنمائی کرتے رہیں گے۔ یہ خطبہ زبان رسالت کی اعجاز آفرینی کا مثالی نمونہ اور بلاغت نبوی کا حسین مرقع ہے۔ اس میں کمال جامعیت کے ساتھ، ایجاز و اطناب کے پیمانوں میں، دین و مذہب اسلامی کا خلاصہ، تمدن و معاشرت کے اصول، نظام حیات کی اساسیات، اجتماعی زندگی کی بنیادی اور صوری و معنوی اقدار کا روشن بیان موجود ہے۔ اسلام جس بات کا مدعی تھا۔ اس کا عملی نمونہ تو پہلے قائم کر دیا گیا تھا۔ اب خطبہ میں اس کی مزید تا کید و تنبیہ کی جارہی تھی۔ یہ خطبہ بنیادی انسانی حقوق کا ایسا عالمی منشور ہے، جو پیغمبر انسانیت، محسن عالم ﷺ کی طرف سے جاری کیا گیا۔ اس منشور اعظم کا اجراء نہ کسی سیاسی مصلحت کا نتیجہ تھا، نہ کسی وقتی جذبہ کی پیداوار، یہ نہ کسی طبقہ کسی گروہ کی طرف سے دباؤ یا دھونس، دھاندلی سے متاثر ہو کر جاری کیا گیا نہ یہ کسی حال و احوال کا تابع تھا، نہ کسی معاہدہ کی تکمیل، یہ خطبہ دراصل ہر قسم کی (انسانی، حکومت سیاسی، معاشی، معاشرتی یا معاہداتی) منظوری سے بے نیاز، وقت کی آواز بن کر گونجا اور تمام انسانوں کے حقوق کے محافظ و نگراں کی حیثیت سے ابھرا اور آئندہ آنے والے تمام زمانوں کے لیے قیامت تک کے لیے شرف آدمیت و احترام انسانیت کے چراغ روشن کر گیا۔ بہر حال خطبہ حجۃ الوداع کی اس جامعیت و معنویت کے پیش نظر، نیز اس خطبہ کو جس زمانے میں، جس موقع و محل کے ساتھ ارشاد فرمایا گیا اور پھر واقعات سیرت سید الرسل میں اسے جو غیر معمولی نوعیت واہمیت حاصل ہے، اس کے پیش نظر ضرورت ہے کہ عصر حاضر میں خطبہ حجۃ الوداع کا امعان نظر سے مطالعہ کیا جائے اور بطور خاص عالمگیر، انسانی اور آفاقی پہلوؤں کے حوالہ سے ارشادات ختم المرسلین کے اثرات و مضمرات کو سمجھا جائے۔

یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ اس خطبہ کی اہمیت اپنے پیش منظر کے حوالہ سے فزوں تر ہو جاتی ہے، جب کہ ہم دیکھتے ہیں کہ عہد رسالت کے بعد بھی عرصہ دراز تک یہی انسانی اور آفاقی اقدار اسلامی معاشرہ کی روح رواں بنی رہیں، جن کی ترجمانی اس منشور انسانیت میں کی گئی تھی، بلکہ شاید یہ کہنا بھی مبالغہ متصور نہ کیا جائے گا کہ آزادی و حقوق انسانی کا جو پروانہ سرکار رسالت ﷺ کی طرف سے عطا کیا گیا تھا، اس نے خاکی انسانوں میں جرات و ہمت اور آزادی و بے باکی کے ایسے شرارے بھر دیئے تھے کہ جس کے سبب ان کی گردن کٹ تو سکتی تھی مگر جھک نہیں سکتی تھی۔ پھر جب اسلامی اقتدار حدود عرب سے نکل کر شمال میں آگے بڑھا اور مشرق و مغرب کی وسعتوں پر چھاتا چلا گیا تو حقوق انسانی کی سوغات اور آزادیوں کا توشہ دوسری اقوام و ملل کو بھی ملا اور یوں جہاں جہاں شرف آدمیت کے چراغ روشن ہوئے اور احترام و حقوق انسانی کے لیے آواز بلند کی گئی، اس کا سرچشمہ اسی منشور انسانیت میں پنہاں ہے۔

آج ہم جس عہد میں زندگی گزار رہے ہیں، بادی النظر میں اس کی چکاچوند نگاہوں کو یقیناً خیرہ کر سکتی ہے، لیکن یہ نظر غائر دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ ظرف اور زماں کی ہزار تبدیلیوں کے باوجود انسانیت دم بہ دم خیر و فلاح سے محروم ہوتی چلی جارہی ہے۔ اقصائے عالم میں رفتہ رفتہ ایک عالمگیر جاہلیت کا اثر و نفوذ بڑھتا چلا جارہا ہے۔ بقول ایک مصنف انسانوں نے پرندوں کی طرح ہوا میں اڑنا، مچھلیوں کی طرح پانی میں تیرنا سیکھ لیا۔ لیکن

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

آدمیوں کی طرح زمینوں پر چلنا بھول گئے اخلاق و معنویات اور حقیقی انسانی صفات و کمالات میں سخت انحطاط اور تنزل ہوا۔ غرض لوہے اور دہات کو ہر طرح ترقی ہوئی اور آدمیت کو ہر طرح زوال ہوا قوم ہو یا فرد آج ہر ایک کمزوروں سے طاقت کی وہی زبان استعمال کر رہا ہے اور قوت کی وہی دلیل آگے لا رہا ہے، جو کبھی عہد جہالت کا طرہ امتیاز تھا۔ انسانی حقوق کی پامالی اور آزادیوں کی غلامی کے ہزار عنوان قائم ہو گئے ہیں، شیطانیت و بہیمیت کا صحرا پھیلتا چلا جا رہا ہے۔ اور شرف آدمیت و انسانیت کے چھوٹے چھوٹے نخلستان باقی رہ گئے ہیں، آج بھی غیر اللہ کی عبادت و طاقت کا بازار گرم ہے۔ آج بھی خواہشات نفس کا بت بر سر راہ بج رہا ہے۔ آج عالم انسانیت اپنی وسعت، وسائل سفر کی فراوانی نقل و حرکت کی آسانی اور اقوام و ممالک کے قرب و اتصال کے باوجود پہلے سے کہیں زیادہ تنگ ہے۔ اس وقت کا مادہ پرست انسان اس دنیا میں کسی دوسرے کی ہستی کو تسلیم نہیں کرتا اور اپنے فوائد اور خواہشات نفس اور خود پرستی کے سوا اس کو کسی چیز سے دلچسپی نہیں۔ خود غرضی نے اس کی گنجائش نہیں چھوڑی کہ کسی لمبے چوڑے ملک میں دو آدمی بھی زندہ رہ سکیں۔ تنگ نظر وطن پرستی ہر ایسے انسان کو جو اس کے وطن کے باہر پیدا ہو جانے کا قصوروار ہے نفرت اور حقارت کی نگاہ سے دیکھتی ہے اس کے ہر کمال کے منکر ہے اور اس کو ہر حق سے محروم کرتی ہے۔

انسانی معاشروں میں جاہلیت کے آثار و مفاخر نے پھر سے جنم لے لیا ہے۔ امن عالم کو پہلے سے زیادہ خطرہ درپیش ہے۔ استعماریت، طبقاتی کشمکش، نسلی اور قومی امتیازات نے خشکی و تری، ہر جگہ فساد بپا کر رکھا ہے اور بحیثیت مجموعی، قبائے انسانیت گرد آلود ہو گئی ہے۔ اس صورت حالات میں، ایسے عالم میں پھر سے ضرورت ہے کہ اس صوت ہادی کو سنا جائے جس نے کوئی ڈیڑھ ہزار برس پہلے کایا پلٹ دی تھی۔ کیا عجب منشور انسانیت کے ان چند فقروں کی دیانت دارانہ تعمیل سے ہی عالم انسانیت کتنی ہی لعنتوں سے نجات پا جائے اور اس شاہراہ حیات پر گامزن ہو جائے جو دین و دنیا کی فلاح کی راہ ہے۔[1]

خطبہ حجۃ الوداع کی انسانی حقوق سے متعلق دفعات ایک جائزہ

تمام انبیاء اور رسولوں کی دعوت کا محور و مرکز توحید رہا ہے۔ سب کے سب انسانوں کو ایک اللہ کی طرف بلاتے رہے۔ حضور ختمی مرتبت علیہ الصلوۃ والتحیہ کی دعوت و تبلیغ کا بھی اصل اصول توحید تھا۔ دین کا مدار دعوت نبوی کا خلاصہ، مساعی رسالت کا منتہا اعلائے توحید باری تھا اور اسلامی نظام حیات کی بنیاد، تمام تر، توحید پر ہی قائم ہوئی، چونکہ اس عقیدہ کا لازمی تقاضا اور مدعا یہ ہے کہ آدمی، آدمی کے آگے سرنگوں نہ ہو، انسان پر انسان کی حاکمیت اعلیٰ قائم نہ ہو، بندہ بندے کا غلام نہ بنے، بلکہ صرف اللہ رب العالمین، مالک الملک کے لیے ہی اس کی اطاعت و بندگی وقف ہو۔ اس کے فکر و عمل کا ہر گوشہ اسی عقیدہ سے مستفاد ہو۔ کارزار حیات میں بس حکم الٰہی کا سکہ رواں ہو اور مختصر یہ کہ انسان اپنے ظاہر و باطن میں اللہ ہی کے مقرر کیے ہوئے راستہ پر گامزن رہے کہ یہی راستہ امن کی نجات کا واحد راستہ ہے اور اسی طرح وہ دین و دنیا کے خسران و نقصان سے بچ سکتا ہے اور اس کے سبب انسان ہر ظلم و جہل سے مطلق انسانیت سے، فرعونیت و نمرودیت سے اور نفرت و بربریت سے محفوظ رہ سکتا ہے۔ فوز و فلاح انسانیت کا یہ راستہ محسن اعظم نے دنیا کو اس وقت دکھایا تھا اور معراج انسانیت کی بنائے مستحکم، اس عقیدہ پر اس وقت رکھی تھی، جبکہ دنیا معرفت توحید سے یکسر خالی تھی۔ عرب، عجم، یونان، روم، چین، ہندوستان، یعنی اس وقت کی معلوم دنیا میں ہر سمت ہر جگہ آدی، آدمی کا غلام تھا۔ حاکمیت

---

[1]. نثار احمد، ڈاکٹر، خطبہ حجۃ الوداع کے عالمی اور آفاقی پہلو، اسلام آباد، وزارت مذہبی امور، ص ۱۲۰/ ۱۱۹

Nisar ahmed doctor, khutba hajjat ul wida k aalmi aor aafaqi pehloo, islam abad, wazarat mazhabi amoor,p119,120.

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

خداوند کے بجائے طاغوت کی حکمرانی کا سکہ رواں تھا اور کفر و شرک کے اندھیروں نے زندگی گزارنے کا اصل راستہ مفقود کر دیا تھا۔ اس ماحول اس دنیا میں پیغمبر انسانیت کی تشریف آوری چار دانگ عالم کے لیے نوید آزادی ثابت ہوئی۔ ہادی برحق، رحمت عالم ﷺ نے صور توحید پھونکا اور توحید کی جامعیت کبری سے زندگی کے نظام فکر و عمل کو یوں آراستہ فرمایا کہ ایک نیا عالم وجود میں آگیا اور پھر ان الحکم الا للہ کے پرچم تلے اونٹوں کے چرانے والے، شاہ راہ حیات پر قائد بن کر چلنے لگے اور اب جب کہ ۱۰ ہجری میں توحید کی برکتیں سب کے سامنے آچکی تھیں اور دنیائے انسانیت بچشم سر فلاح و سعادت سے ہمکنار ہونے والوں کو دیکھ رہی تھی۔

محسن اعظم، رحمت عالم ﷺ نے توحید الہی اور حاکمیت خداوندی سے سبق کو پھر سے ملا دیا اور ضروری سمجھا کہ عروج آدمیت کے لیے اور فلاح انسانیت کی خاطر اساسیات دین کی پیروی لازم ہو۔ چنانچہ روایات کے مطابق اپنے خطبہ حجتہ الوداع میں ہادی عالم نے جو کچھ ارشاد فرمایا، وہ اگرچہ ہر پہلو سے جلوہ گر توحید ہے اور اس کے لفظ لفظ سے حاکمیت خداوندی کا اظہار ہے۔ مثلاً اس خطبہ جلیلہ کا نکتہ آغاز یہ ہے۔ سب تعریف اللہ کے لیے ہے۔ ہم اس کی حمد و ثناء کرتے ہیں اور اس سے مدد و مغفرت چاہتے ہیں۔ اس کی بارگاہ میں توبہ کرتے ہیں۔ اس کے دامن میں اپنے نفس کی خرابیوں اور بُرے اعمال سے پناہ چاہتے ہیں۔ جس کو اللہ ہدایت دے، اس کو کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جس کو وہ بھٹکا دے، اسے کوئی راہ یاب نہیں کر سکتا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے اور اس کا کوئی سہیم و شریک نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کا بندہ اور رسول ہے۔ پھر فرمایا:

لوگو! میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ اللہ سے تقوی شعاری اختیار کرو اور میں تمہیں اللہ ہی کی اطاعت کا حکم دیتا ہوں۔ لوگو! جان لو کہ تمہارا رب ایک ہے۔[1]

اس موقع پر ارشاد رسالت ہوا۔

لوگو! شیطان اس بات سے تو مایوس ہو چکا کہ تمہاری اس زمین پر کبھی اس کی عبادت و پرستش کی جائے گی، مگر وہ آگے بڑھ کر اس بات پر راضی ہے کہ ان اعمال کے باب میں تم اس کے اشاروں کی تعمیل کر لو، جنہیں تم (بظاہر بہت حقیر سمجھتے ہو) پس اپنے دین کے معاملہ میں شیطان کے حملوں سے بچاؤ کا بندوبست کر لو۔[2]

اور فرمایا:

لوگو! میری بات اچھی طرح سمجھ لو کہ میں بلاشبہ حق تبلیغ ادا کر چکا ہوں اور تمہارے درمیان وہ چیز چھوڑے جا رہا ہوں کہ اگر تم نے اس کو مضبوط پکڑ لیا تو کبھی (ہرگز) گمراہ نہ ہو گے۔ ایک وہ جسے اللہ کی کتاب نے واضح کر دیا ہے۔ اور دوسرے (وہ ہے) اللہ کے نبی کی سنت۔[3]

[1]. صفوت، احمد زکی، جمہرہ خطب العرب، مصر، مصطفی البابی الحلبی، ج ۱، ص ۵۷

Safwat ahmed zaki, khutab al arab misr, Mustafa al babi al hulba, vol 1, p57.

[2]. ابن ھشام، السیرۃ النبویۃ، قاھرہ، مصطفی البابی الحلبی، ج ۴، ص ۲۵۱

Ibn hisham, al seerat al nabawia, qahira, Mustafa al bbi al hulba, vol 4, p 251.

[3]. ابن ھشام، السیرۃ النبویۃ، قاھرہ، مصطفی البابی الحلبی، ج ۴، ص ۲۵۱

Ibn hisham, al seerat al nabawia, qahira, Mustafa al bbi al hulba, vol 4, p 251.

Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

ان ارشادات نبوی میں جو کچھ بیان کیا گیا وہ بڑی بنیادی اور اصولی حیثیت رکھتا ہے۔ اللہ ہی کو اپنا خالق و مالک مانا، اسی کو معبود حقیقی، اس کو ملجی وماوی تسلیم کرنا، اس کی بندگی و اطاعت کا اعتراف، پھر زندگی بھر تقوی شعاری اور اسی سبوح و قدوس کی رضا کا حصول، ہر آن شیطانی حربوں سے بچے رہنا اور غلو فی الدین سے احتراز، نہ صرف یہ کہ دین حق کے سنگ ہائے میل ہیں بلکہ دین کی حفاظت کی دلیل ہیں اور انسانی حقوق اور آزادیوں نیز مقاصد تشریح کے حوالہ سے یہ باتیں تحفظ دستور کے ارکان ہیں، کیونکہ اگر دین ہی محفوظ نہ رہے اور دستور ہی دست وبرد زمانہ سے نہ بچ سکے، تو دین کے عطا کردہ تحفظات اور دستور کی فراہم کردہ آزادیوں اور حقوق کا اجراء کس طرح ہوگا اور احترام آدمیت و تکریم انسانیت کی ضمانت کون دے گا۔ ان ہی تمدن و معاشرتی ضرورتوں کے پیش نظر ہم کہہ سکتے ہیں کہ حضور سید عالم ﷺ کے خطبہ جلیلہ میں ان ارشادات گرامی کو گویا مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ کہ باقی باتیں اس کا اجمال ہیں یا تفصیل، ان ہی کے نور سے مستنیز ہیں اور ان ہی ماخذ سے مستفاد ہیں۔

خطبہ حجۃ الوداع اور انسانی حقوق کا تحفظ

تاریخی اعتبار سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ بعثت نبوی کے وقت انسانی تمدن و معاشرت کا حلیہ ہر جگہ بالکل بگڑ چکا تھا اور زندگی کا ہر دائرہ، تمدن کا ہر گوشہ اور معاشرت کا ہر جلوہ کیفیت و کمیت ہر لحاظ سے ظلم و جبر کی تصویر تھا اور قرآن کے بیان سے صاف متبادر ہوتا ہے کہ خشکی و تری ہر جگہ فساد ہی فساد برپا تھا اور قرآن کا تبصرہ بھی بر محل معلوم ہوتا ہے کہ "اور تم آگ سے بھرے گڑھے کے کنارے کھڑے تھے۔ پس اس نے تمہیں اس سے بچالیا۔[1]

تمدن و معاشرت کی پہلی اکائی خاندان ہے جس کا آغاز ایک مرد اور عورت کے اشتراک و تعاون سے ہوتا ہے۔ ایک مرد اور عورت کے تعاون سے پیدا ہونے والا دائرہ آہستہ آہستہ بڑھتا چلا جاتا ہے اور تعلقات میں تنوع پیدا ہوتا چلا جاتا ہے، یہاں تک کہ قوم، قبیلہ اور ملت تک جا پہنچتا ہے۔ اس اکائی کا استحکام، تمدن و معاشرت کے استحکام کی ضمانت ہے اور اس کا انحصار اس بات پر ہے کہ اکائی کے دونوں ارکان میں حقوق و فرائض کا توازن ہو۔ ساتویں صدی عیسوی میں یہی ادارہ ظلم و استحصال کا سب سے زیادہ شکار تھا۔ عورت اپنی نوع جنس میں ذلیل ترین مخلوق کا درجہ رکھتی تھی۔ دنیا کے کسی معاشرے میں اس وقت عورت کو عزت و وقار حاصل نہ تھا۔ اس کا استحصال ہر جگہ یکساں تھا اور اس کے حقوق ہر جگہ پامال ہو رہے تھے۔[2]

اس کا نتیجہ صاف ظاہر تھا، عورتوں کے ساتھ بے رحمانہ سلوک اور وحشیانہ رویوں نے خاندانوں اور معاشروں کا امن و سکون تباہ کر رکھا تھا اور اس کا مطلب یہ تھا کہ تمدن و معاشرت تباہی کی طرف پیش قدمی کر رہا ہے۔ ایسے عالم میں انسانیت کا اور انسانی تمدن و معاشرت کا نجات دہندہ، محمد الرسول اللہ کے سوا کون ہو سکتا تھا۔ محسن انسانیت ﷺ نے خاندانوں میں تمدن و معاشرت کو تباہ ہونے سے بچایا اور ارکان خاندان، ارکان معاشرہ کے حقوق و فرائض کا تعین کر کے ایسا میزان عطا کر دیا کہ اگر ان کی دیانت داری کے ساتھ تعمیل کی جائے تو نہ صرف ایک گھر اور اس کا ماحول بلکہ پورا معاشرہ عدل و توازن سے ہم آہنگ ہو سکتا ہے۔ اس بات کا اندازہ آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کے علاوہ ان ارشادات سے بخوبی ہو سکتا ہے، جو خطبہ حجۃ الوداع کے روشن الفاظ سے ظاہر ہے۔ اس موقع پر پیغمبر نے جو کچھ ارشاد فرمایا، اس کا خلاصہ یہ ہے۔ فرمایا:

---

1. آل عمران / ۱۰۳

Surah aal Imran, 103

2. مودودی، سید ابوالاعلی / پردہ، لاہور، اسلامک پبلی کیشنز، ص ۹

Maododi, sayed abul aala, parda, Lahore, Islamic publications, p 9.

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

لوگو! تمہارے اوپر جس طرح تمہاری عورتوں کے حقوق ہیں، اسی طرح ان پر تمہارے کچھ حقوق واجب ہیں۔[1]

اس کے بعد ان حقوق کی تفصیل ارشاد فرمائی، مثلاً کہا کہ: عورتوں پر تمہارا حق یہ ہے کہ وہ تمہارے بستر پر کسی ایسے شخص کو نہ سلائیں، جسے تم پسند نہیں کرتے۔[2]

اور تمہارے گھروں میں کسی ایسے کو نہ آنے دیں، جنہیں تم نہیں چاہتے۔[3]

اور یہ کہ معروضیات میں تمہاری نافرمانی نہ کریں اگر وہ ایسا کریں تو تمہیں ان پر (زیادتی کرنے کی) کوئی راہ نہیں۔[4]

یہ بھی فرمایا تھا۔ پس عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہو۔[5]

اور عورتوں کے متعلق میں تم کو خیر کی تلقین کرتا ہوں۔

ان ارشادات رسالت پر غور فرمائیے اور آج سے ڈیڑھ ہزار سال پہلے کی اس دنیا کو دیکھیے جہاں ہر معاشرہ، ہر سماج میں تمدن و معاشرت کی تباہ کاریاں اپنے شباب پر تھیں اور جس کا صاف اظہار عورتوں کی خستہ حالی سے ہو رہا تھا۔ ایسے وقت، ایسے ماحول میں حقوق نسواں کے تحفظ کی جو ضمانت حضور ختمی مرتبت علیہ الصلوۃ والتحیۃ کے خطبہ جلیلہ میں دی گئی تھی اور اشتراک حقوق و سلوک کی جو تاکید فرمادی گئی تھی، اب صدیاں گزرنے کے بعد بھی دنیا کے کسی دستور، کسی منشور میں ایسا تحفظ نہیں پایا جاتا۔ اس لیے وہ دن بقول علامہ شبلی پہلا دن تھا جبکہ یہ گروہ مظلوم، یہ صنف لطیف، یہ جوہر نازک قدردانی کا تاج پہن رہا تھا۔[6]

اور دنیائے انسانیت کو یہ درس دے رہا تھا کہ افراط و تفریط کی پر پیچ راہوں سے الگ، شاہ راہ اعتدال پر کس طرح چلا جاتا ہے۔ عورتوں کے علاوہ سماجی ناہمواری اور معاشرتی ظلم و فساد کا ایک اور نمائندہ گروہ غلاموں کا تھا۔ غلاموں کا طبقہ اس وقت کے نام نہاد مہذب و متمدن ممالک میں بھی پست ترین حالات کا شکار تھا۔ یہ بات تاریخ کا ایک معمولی طالب علم بھی جانتا ہے کہ ساتویں صدی عیسوی میں لونڈی غلام مال و اسباب کی طرح خریدے اور بیچے جاتے تھے۔ مقام و مرتبہ کے اعتبار سے وہ کسی گنتی شمار میں نہ تھے اور انہیں آزادی اور حقوق کے نام کی کوئی چیز حاصل نہ تھی۔

---

1. ابن ھشام، السیرۃ النبویۃ، قاھرہ، مصطفی البابی الحلبی، ج۴، ص ۲۵۱

Ibn hisham, al seerat al nabawia, qahira, Mustafa al bbi al hulba, vol 4, p 251.

2. ابن ھشام، السیرۃ النبویۃ، قاھرہ، مصطفی البابی الحلبی، ج۴، ص ۲۵۱

Ibn hisham, al seerat al nabawia, qahira, Mustafa al bbi al hulba, vol 4, p 251.

3. صفوت، احمد زکی، جمہرہ خطب العرب، مصر، مصطفی البابی الحلبی، ج۱، ص ۵۸

Safwat ahmed zaki, khutab al arab misr, Mustafa al babi al hulba, vol 1, p58.

4. نثار احمد، ڈاکٹر، خطبہ حجۃ الوداع کے عالمی اور آفاقی پہلو، اسلام آباد، وزارت مذہبی امور، ص ۹۸، ۱۰۰

Nisar ahmed doctor, khutba hajjat ul wida k aalmi aor aafaqi pehloo, islam abad, wazarat mazhabi amoor,p98, 100.

5. مسلم، الجامع الصحیح، ج۱، ص ۳۹۴، نور محمد اصح المطابع کراچی

Muslim, al Jamey al saheeh, vol 1, p 394, noor Muhammad asah al matabey karachi.

6. شبلی نعمانی / سیرت النبی، لاہور، مکتبہ مدینہ، ج۲، ص ۱۵۷

Shibli numani, seerat al nabi, Lahore, maktaba madina, vol 2, p 157

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

بلکہ وہ پالتو جانوروں سے زیادہ گئے گزرے تھے۔اس پر مستزاد وہ ظلم وستم،زیادتیاں سختیاں اور ناروا سلوک تھا،جو ظالم آقاؤں،جابر سرمایہ داروں اور حق وانصاف کا خون کرنے والے دولت مندوں کی انسانیت سوز حرکات کا نتیجہ تھا۔اس پس منظر میں اسوہ رحمۃ للعالمین کو ملاحظہ کیجیے۔حضور سید المرسلین کی بعثت مطہرہ کا مقصد کلی یہ تھا کہ انسانوں کو انسانوں کی غلامی سے نجات دلائی جائے اور تاریخی طور یہ ثابت ہے کہ غلامی کا ادارہ بتدریج ختم کرنے کے عہد رسالت میں اور اس کے بعد بھی برابر اقدامات کیے جاتے رہے یہ سرور کائنات ﷺ کی تعلیم اور عمل پیہم کا ہی نتیجہ تھا کہ غلاموں کے ساتھ حسن سلوک اور ان کے حقوق کا تحفظ،اس عہد،اس معاشرہ میں یوں کیا گیا کہ خود غلاموں کی غلامی باعث فخر بن گئی۔

یہ ارشادات نبوی دین کا خلاصہ اور اس کی اساس ہیں۔ان اساسیات کو جان فرما کر گویا حضور اکرم ﷺ نے پورے دین کا خلاصہ پیش فرمادیا اور یہ بتادیا کہ دین کی ان مستقل اقدار میں کبھی کوئی تبدیلی نہیں ہوسکتی۔البتہ جزئیات وتفصیلات،وقت زمانہ اور حالات کے تحت مرتب ہوتی رہیں گی کہ یہی پہلو اس دین کو آنے والے ہر زمانے میں قابل عمل بنانے کی ضمانت فراہم کرتا ہے۔

خطبۃ حجۃ الوداع کے جامعیت کا اندازہ اس بات سے کیا جاسکتا ہے کہ اس خطبہ عظیم میں پورے دین کی اساسیات اور اس کی مذہبی،معاشرتی، معاشی،اخلاقی واعتقادی بنیادیں بیک نظر سامنے آجاتی ہیں۔مختصراً ان کا جائزہ ہم نکات ذیل کی صورت میں لے سکتے ہیں:۔

مذہبی واعتقادی تعلیمات

- تقویٰ شعاری کی ہدایت
- اطاعت خداوندی اور توحید ربانی کی تلقین
- جاہلیت سے اجتناب
- نماز پنجگانہ ادائے زکوۃ،صوم رمضان اور اطاعت اولی الامر کی تاکید
- شرک سے پرہیز
- شیطان کے حربوں سے خبردار
- اعتصام کتاب وسنت کا حکم
- غلو فی الدین سے بچنے کی وصیت

انسانی ومعاشرتی تعلیمات

- وحدت آدم،تمام انسان برابر اصل انسان ایک
- زبان،وطن،رنگ اور دوسرے امتیازات باطل
- مساوات انسانی
- انسانی،سماجی،اجتماعی اداروں کا تحفظ
- تحفظ حقوق (ا)انسان (ب)مسلمان (ج)مرد وزن (د)غلام
- انسانی،سماجی اداروں کی اصلاح

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

- اخوت انسانی، اخلاقیات انسان
- معاشرتی ظلم کی ہر نوع ناپسندیدہ
- بنیادی انسانی حقوق اور ذمہ داریاں، آزادیاں

معاشی حقوق کا تحفظ

- معاشی ظلم کی ہر شکل ممنوع (سود۔ ربا اصل)
- ظلم وغصب مال سے اجتناب
- ازدواجی رشتوں میں مال کا تحفظ
- ادائے امانت کا حکم
- قرض ادھار قابل ادائیگی ہے
- ورثہ اور وارث کے حقوق
- عاریتاًلی ہوئی چیز واپس کرنی چاہیے
- تحفہ کا بدلہ دینا چاہیے
- ضامن کو تاوان ادا کرنے کی ہدایت
- عورتوں اور غلاموں کے حقوق میں لباس وغذا کی اہمیت

قانونی و تشریعی حقوق

- امور جاہلیت کالعدم متصور ہوں گے
- اشہر حرم چار متعین ہیں (رجب، ذوالقعدہ، ذالحجہ، محرم)
- جان ومال، عزت وآبرو معزز و محترم ہے
- عورتوں کے حقوق مردوں پر اور مردوں کے عورتوں پر واجب ہیں
- زیادہ قسمیں کھانے سے پرہیز کیا جائے
- امانت، اس کے سپرد کی جائے جو اس کا اہل اور حقدار ہے
- اللہ نے ہر حقدار کو (ازروئے وراثت) اس کا حق دے دیا ہے۔ اب کسی کو وارث کے حق میں وصیت جائز نہیں
- ہاں مجرم اپنے جرم کا آپ ذمہ دار ہے
- ہاں! باپ کے جرم کا ذمہ دار بیٹا نہیں اور بیٹے کے جرم کا جواب وہ باپ نہیں۔

تبلیغی و تحریکی امور

- انبیائے ماسبق کی تعلیمات معدوم ہو چکیں

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

- ختم الرسل کا لایا ہوا پیغام (اسلام) اب ہمیشہ کے لیے پوری انسانیت کے لیے، آخری حیات بخش پیغام ہے
- اسلام قیامت تک قائم و نافذ ہونے کے لیے آیا ہے۔
- مسلسل تبلیغ دعوت اور اشاعتِ پیغام کی ضرورت
- دعوت و نصیحت کو حاضر غائب تک اور سننے والا مجلس میں حاضر نہ ہونے والوں تک پہنچادے کہ ممکن ہے، جسے بات پہنچائی جارہی ہے، وہ سننے والے سے زیادہ عامل و محافظ ثابت ہو۔
- دعوت کا تسلسل ہر زمانے میں جاری رہے گا۔[1]

ساتویں صدی عیسوی میں ظلم و جبر کے وسیع تناظر کو دیکھتے ہوئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ دنیا میں ظلم و جبر کی مختلف شکلیں، مختلف سلمیں تھیں۔ تاہم ظالمانہ اور جابرانہ نظام کا اثر سب سے زیادہ معاشی سطح پر تھا اور اس معاملہ میں ایران و روم، چین و ہندوستان، عرب و عجم کی تخصیص نہ تھی، کیونکہ ظلم و جبر، دراصل مسرفانہ زندگی کی ضرورت اور عیش پرستانہ طرز حیات اور اجارہ دارانہ و سرمایہ دارانہ ذہنیت کی پیداوار ہوتا ہے اور اس زندگی کے نمائندے اور نمونے متمدن و غیر متمدن تمام معاشروں میں پائے جاتے تھے۔ بہر معاشی سطح پر جو ادارے اس وقت انسانیت کا لہو چوس رہے تھے، ان میں سر فہرست سود تھا۔ جو نہ صرف یہ کہ معاشی ظلم کی ایک موثر صورت ہے بلکہ تحفظ مال کی نفی اور عدل اجتماعی کی راہ کا سب سے بڑا پتھر ہے۔ رسول اقدس ﷺ نے تحفظ مال و ملکیت کے لیے جو مختلف احکام نافذ فرمائے اور جنہیں عدل اجتماعی کے نفاذ کے لیے محرک بنایا، ان کا خلاصہ حجۃ الوداع کے موقع پر اپنے خطبہ جلیلہ میں بھی ارشاد فرمایا۔ اس سلسلے میں فرمانِ رسالت کی تھا۔

جان لو! کہ جاہلیت کا تمام سودی کاروبار، اب باطل ہے۔ البتہ اپنی اصل رقم لینے کا تمہیں حق ہے کہ جس میں نہ اوروں پر ظلم ہو تو تم پر ظلم (نقصان) اور اللہ نے یہ بات طے کر دی ہے کہ سود (کی کوئی گنجائش نہیں)۔[2]

حقوق انسانی کا عالمی منشور

سید الاولین و آخرین کے کارہائے نمایاں میں سے یہ کارنامہ یقیناً عظیم ترین متصور ہو گا کہ ان ہی کی تشریف آوری سے انسان، معراج انسانیت پر فائز ہوا، آپ ہی کے سبب انسانی فضیلت و احترام اور تکریم و شرف آدمیت کی قندیل روشن ہوئی اور آپ ہی کے فیض کرم سے دنیا کو حقوق انسانی کی سوغات ملی اور تاریخ میں پہلی مرتبہ انسان کے وقار و احترام کی حقیقی ضمانت دی گئی۔ انسان کے بحیثیت انسان حقوق و فرائض متعین ہوئے اور تمام انسانوں کو ایک ہی رشتہ مودت و محبت میں یوں پیوست کر دیا گیا کہ تقوی کے سوا، رنگ و نسل، زمان و وطن، اونچ نیچ ذات پات، اعلیٰ و ادنی کا ہر امتیاز بے وقعت ٹھہرا اور خون و خاندان، دولت و سامان عہدہ و منصب، قومیت و قبائلیت کا ہر فرق بے معنی قرار پایا اور یہ طے کر دیا گیا کہ سب کے سب انسان بحیثیت انسان برابر ہیں۔ ایک ہیں کہ سب کے سب آدم کی اولاد ہیں اور ان سے ہر ایک برابر کی عزت و وقعت اور اعزاز و احترام کا سزاوار ہے۔ عہد نبوی ﷺ کو یہ خصوصیت بھی حاصل ہے کہ آپ کے عہد زرین میں انسان درجہ تذلیل کی انتہائی پستیوں سے نکل کر

---

1. نثار احمد، ڈاکٹر، خطبہ حجۃ الوداع کے عالمی اور آفاقی پہلو، اسلام آباد، وزارت مذہبی امور، ص ۱۰۳، ۱۱۰

Nisar ahmed doctor, khutba hajjat ul wida k aalmi aor aafaqi pehloo, islam abad, wazarat mazhabi amoor,p 103, 110.

2. مسلم، الجامع الصحیح، ج ۱، ص ۳۹۴، نور محمد اصح المطابع کراچی

Muslim, al Jamey al saheeh, vol 1, p 394, noor Muhammad asah al matabey karachi.

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

آبرومندانہ زندگی گزارنے کے قابل بنااور اسے اس مثالی معاشرہ وریاست میں وہ تمام سیاسی وسماجی اور قانونی وثقافتی حقوق عملاً حاصل ہوئے، جن کااس دور، اس زمانہ میں تصور بھی محال تھا۔ آپ کے عہد مبارک میں پاکیزہ الہامی تعلیمات کے ذریعے ذہن وفکر کے سانچے بدلے گئے اور ایسے انتظامات کیے گئے کہ قتل وغارت گری، خونریزی وسفاکی اور عداوت وشقاوت کا ہر دروازہ بند ہو جائے اور معاشرے کا ہر فرد دوسرے فرد کی جان ومال، عزت وآبرو اور نجی شخصی زندگی کا محافظ بن جائے۔ یہ نبوی کا کارنامہ اپنے خاص تاریخی پس منظر کے سبب اور زیادہ وقیع اس لیے نظر آتا ہے کہ ساتویں صدی عیسوی کی معلوم دنیا میں ہر شرف سے محروم پستی وذلت کی آخری انتہا پہ کھڑا تھا۔ دنیا کے جو علاقے تہذیب وتمدن سے عاری مشہور ہیں، ان کی تو بات ہی کیا وہ علاقے بھی جہاں کی تہذیب وتمدن کی ضوفشانیوں کا چرچا ہے، اس وقت انسانیت وآدمیت کے لیے موجب رنگ و عار تھے۔ انسانی اخوت بر بنائے انسانیت اور مساوات بر بنائے وحدت آدمیت کا چلن اس عہد میں نہ تھا۔ دنیا میں ہر جگہ، ہر خطہ، ہر علاقے میں انسان طبقوں میں بٹا ہوا تھا۔ سماجی تقسیم کہاں نہیں تھی، اونچ نیچ، ذات پات، اشراف وغلام ادنی واعلیٰ کے پیمانے الگ ان کی حیثیت ومرتبہ جدا ان سے سلوک مختلف، سب جگہ تھا۔ روم، ہندوستان، ایران وعرب ہر ملک ہر خطہ میں اخوت ومساوات بے معنی الفاظ تھے۔ اور اقتدار واختیار، دولت وثروت کے آگے ہر شرف ہیچ تھا۔ خود غرضی وعیاشی، بغض وانتظام اور انانیت وشیطانیت کے عفریت، انسانیت کو ہر سمت سے ڈس رہے تھے۔ ایسی کربناک ذلتوں سے آدمی کو نکالنے والا آقا اور حیات نو کا پیغام سنانے والے مزمل اور مدثر نے اپنے خطبہ حجتہ الوداع میں ارشاد فرمایا تھا:

لوگو! تمہارا رب ایک ہے۔ تمہارا باپ ایک ہے، تم سب کے سب آدم کی اولاد ہو اور آدم مٹی سے بنے تھے۔ تم میں سے اللہ کے نزدیک معزز و محترم وہ ہے، جو زیادہ تقوی شعار ہے۔ پس کسی عربی کو کسی عجمی پر اور کسی عجمی کو کسی عربی پر کوئی برتری حاصل نہیں اور کسی کالے کو کسی سرخ پر اور کسی سرخ کو کسی کالے پر کوئی فضیلت حاصل نہیں۔ ہاں مگر تقوی کے سبب۔

پیغمبر انسانیت ﷺ نے اپنے اس خطبہ جلیلہ میں جن بنیادی انسانی حقوق اور تحفظات کو معاشرے ومساوات انسانی کے لیے لازم ٹھہرایا (اور جن میں سرفہرست تحفظ جان، تحفظ مال وملکیت، تحفظ عزت وآبرو، حق انصاف ومساوات اور ہر فرق وامتیاز کے بغیر انسانوں کے ساتھ یکساں سلوک اور دیگر معاشرتی حقوق مسائل ہیں۔ ان کی خدمت یہ ہے کہ وہ تمام تر ایجابی (Positive) اور واقعی (Real) حیثیت رکھتے ہیں۔ ان کو عوام کی طفل تسلی کے لیے خطابت کے زور پر، کاغذی پیرہن میں، وقتی حل کے طور پر پیش نہیں کیا گیا۔ نہ داد وبیداد زمانہ کا نتیجہ بلکہ ان کے پیچھے اسلام کی مستقل تعلیمات، قرآن کی ابدی آفاقی ہدایات اور ریاست نبوی کی تابندہ روایات جلوہ گر تھیں۔ ان حقوق کو عملاً برت کر دکھایا جاچکا تھا اور اسے تحفظات اس ریاست، اس معاشرہ میں فراہم کیے جاچکے تھے، جو اجرائے حقوق انسانی اور تشریف وتکریم آدمیت کی بجائے خود ضمانت تھے۔ [1]

مغربی دنیا میں انسانی حقوق کا تصور آغاز

1. ابن ھشام، السیرۃ النبویۃ، قاھرہ، مصطفی البابی الحلبی، ج۴، ص۱۱۷، ۱۱۲

Ibn hisham, al seerat al nabawia, qahira, Mustafa al bbi al hulba, vol 4, p 112,117.

مغرب میں انسانی حقوق کی جدوجہد کا آغاز گیارہویں صدی عیسوی میں برطانیہ سے کیا جاتا ہے، جہاں ۱۰۳۷ء میں شاہ کانریڈ دوم (Conrad-ii) نے ایک منشور جاری کر کے پارلیمنٹ کے اختیارات متعین کیے۔ ۱۱۸۸ء میں شاہ الفانسو نہم (Al Fonso IX) سے بے جا کا اصول تسلیم کرایا گیا ۔ ۱۵ جون ۱۲۱۵ء کو میگنا کارٹا (Magna Carta 1215) جاری ہوا جسے وائیر نے منشور آزادی قرار دیا۔[1]

میگنا کارٹا

مغرب میں انسانی حقوق کا نقطہ آغاز

انگلستان کا شاہ جان (King John) جو ۱۱۹۹ء سے ۱۲۱۶ء میں اپنی معزولی تک برطانیہ کا حکمران رہا، نہایت ظالم و جابر حکمران تھا، اس لیے تاریخ میں اسے (John The Trant) کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ امراء (Barons) کے دباؤ کے تحت اس نے ۱۵ جون ۱۲۱۵ء کو اس منشور پر دستخط کر دیے جو تاریخ میں منشور اعظم کے نام سے مشہور ہے اور جسے انگلستان کے دستوری ارتقاء میں سنگ میل کی حیثیت حاصل ہے۔ اس منشور میں حکمرانی کے بنیادی اور مسلمہ اصول کو بیان کیا گیا ہے جس کی پابندی بادشاہ اور امراء ہر دو پر لازم تھی۔ اس میں انفرادی آزادی کی ہر وہ دفعہ شامل ہے کہ کسی شخص کو مقدمہ چلائے بغیر سزا نہیں دی جا سکتی اور عوام کو جو آزادیاں حاصل ہیں وہ برقرار رہیں گی۔ نیز امراء کے مشورہ کے بغیر بادشاہ کو من مانے طریقہ پر رقم خرچ کرنے کا اختیار ہو گا۔ یہ منشور گویا انگلستان کے عوام کی آزادی کا پروانہ تھا اور انگلستان کی جمہوریت کے لیے بنیادی حیثیت کا حامل تھا۔ چنانچہ ۱۲۱۵ء میں جب انگلستان کی پارلیمنٹ رسمی طور پر معرض وجود میں آئی تو اس منشور کی بنیاد پر دستوری قانون منظور ہوا، جسے اسٹاچیوٹ آف ویسٹ منسٹر (Statute of West Minister) کہا جاتا ہے۔[2]

میگنا کارٹا کی حقیقت اور آئینی حیثیت

اس میں شک نہیں کہ "میگنا کارٹا" برطانیہ میں بنیادی حقوق کی اہم اور تاریخی دستاویز ہے، لیکن اس کا یہ مفہوم بہت بعد میں اخذ کیا گیا ہے۔ اس کے اجراء کے وقت اس کی حیثیت محض امراء (Barns) اور شاہ جان (King John) کے درمیان ایک معاہدہ کی سی تھی جس میں امراء کے حقوق کا تحفظ کیا گیا تھا۔ عوام کے حقوق سے اس کا قطعاً کوئی تعلق نہ تھا۔[3]

مغربی دنیا کے نام نہاد منشور اعظم میگنا کارٹا مجریہ ۱۲۱۵ء کی حقیقت و حیثیت جسے مغربی دنیا کی تاریخ انسانی حقوق کا اہم قدم اور نقطہ آغاز قرار دیا جاتا ہے، خود مغربی دانشور مقنن هنری مارش Hanry Marsh کے تبصرہ کی روشنی واضح ہو جاتی ہے۔

---

1. محمد صلاح الدین / بنیادی حقوق، لاہور، ادارہ ترجمان القرآن، ص ۴۵

Muhammad salah ud din/ bunyadu hoqooq, Lahore, idara tarjoman al quraan , p 45.

2. محمد ثانی، ڈاکٹر حافظ احسن، انسانیت اور انسانی حقوق ص ۱۶۸

Muhammad sani, doctor hafiz ahsan, insaniat aor insani hoqooq, p 148.

3. محمد صلاح الدین / بنیادی حقوق، لاہور، ادارہ ترجمان القرآن، ص ۴۲

Muhammad salah ud din/ bunyadu hoqooq, Lahore, idara tarjoman al quraan , p 42.

وہ کہتا ہے!

متمول جاگیرداروں کے ایک محض منشور کے سوا اس کی کوئی حیثیت نہیں تھی۔[1]

قانون چارہ جوئی ۱۳۵۵ء

۱۳۵۵ء میں برطانوی پارلیمنٹ نے "میگنا کارٹا" کی توثیق کرتے ہوئے قانون چارہ جوئی (Due process of Law) منظور کیا، جس کے تحت کسی شخص کو عدالتی چارہ جوئی کے بغیر زمین سے بے دخل یا قید نہیں کیا جا سکتا تھا اور نہ اسے سزائے موت دی جا سکتی تھی۔ چودھویں سے سولھویں صدی عیسوی تک یورپ پر میکیاولی کے نظریات کا غلبہ رہا، جس نے آمریت کو استحکام بخشا۔ سترہویں صدی عیسویں میں انسان کے فطری حقوق کا نظریہ قوت سے ابھرا۔

قانون حبس بے جا ۱۶۷۹ء

۱۶۷۹ء میں برطانوی پارلیمنٹ کے ذریعہ حبس بے جا (Habeas Corpus) کا قانون منظور ہوا جس نے عام شہریوں کو بلا جواز گرفتاری سے تحفظ فراہم کر دیا۔

فطری قانون Law of Nature

۱۲ جولائی ۱۷۷۶ء کو امریکہ کا اعلان آزادی جاری ہوا، اس کا مسودہ تھامس جیفرسن Thomas Jefferson کا تحریر کردہ تھا۔ اس اعلان کے ابتدائیہ میں فطری قانون (Law of Nature) کے حوالہ سے کہا گیا ہے کہ تمام انسان یکساں پیدا کیے گئے ہیں، انہیں ان کے خالق نے غیر منفک حقوق عطا کیے ہیں، جن میں تحفظ زندگی، آزادی اور تلاش مسرت کے حقوق شامل ہیں۔

۱۷۸۹ء میں امریکی کانگریس نے آئین کے نفاذ کے تین سال بعد اس میں دس ترمیمات منظور کیں، جو قانون حقوق کے نام سے مشہور ہیں۔

اس سال فرانس نے منشور انسانی حقوق Declaration of the Rights of Man منظور کیا۔

۱۷۹۲ء میں تھامس پین (Thomas Paine) شائع کیا، جس نے مغرب میں انسانی حقوق کی جدوجہد کو آگے بڑھایا۔

انیسویں اور بیسویں صدی میں ریاستوں کے دساتیر میں بنیادی حقوق Fundamental Human Rights کی شمولیت ایک عام روایت بن گئی۔

پہلی جنگ عظیم کے بعد جرمنی اور متعدد نئے یورپی ممالک کے دساتیر میں بنیادی حقوق شامل کیے گئے۔

۱۹۴۰ء میں مشہور ادیب ایچ۔ جی۔ ویلز (H.G. Wells) نے اپنی کتاب "دنیا کا نیا نظام" New World Order میں منشور انسانی حقوق کے اجراء کی تجویز پیش کی۔

4- ہنری مارش، ڈاکومنٹس آف لیبرٹی انگلینڈ، ص ۵۱

Hanry Marsh/Documents of Liberty England.P.51.

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

اگست ۱۹۴۱ء میں منشور اوقیانوس (Atlantic Charter) پر دستخط ہوئے، جس کا مقصد بقول چرچل انسانی حقوق کی علمبرداری کے ساتھ جنگ کا خاتمہ تھا۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد تحریری دساتیر میں بنیادی حقوق کی شمولیت مزید عام ہوگئی، فرانس نے اپنے ۱۹۴۶ء کے دستور میں ۱۷۸۹ء کے منشور انسانی حقوق کو شامل کیا، اسی سال جاپان نے بنیادی حقوق کو دستور کا حصہ بنایا، ۱۹۴۷ء میں اٹلی نے اپنے دستور میں انسانی حقوق کی ضمانت دی۔[1]

اقوام متحدہ کا حقوق انسانی کا منشور ۱۹۴۸ء

مغربی دنیا میں انسانی حقوق کی ان کوششوں کے نتیجہ میں جنرل اسمبلی نے ۱۰ دسمبر ۱۹۴۸ء کو حقوق انسانی سے متعلق عالمی اعلان منظور کیا، جس کے تحت حقوق انسانی کے تحفظ اور حصول کی ذمے داری بین الاقوامی برادری نے قبول کی۔

یہ اعلان ۳۰ دفعات پر مشتمل ہے اور ان دفعات کا براہ راست تعلق شہری، سیاسی، اقتصادی، سماجی اور ثقافتی حقوق سے ہے۔[2]

اعلان کی دفعات تین سے اکیس تک جن شہری اور سیاسی حقوق کو تسلیم کیا گیا ہے ان میں!

زندہ رہنے کا حق، فرد کی آزادی اور سلامتی، غلامی اور تابعداری سے آزادی ظلم و تشدد، توہین آمیز برتاؤ یا سزا سے نجات، قانون کے تحت ماڑی تحفظ، عدالت کے ذریعہ شکایت کا ازالہ، غیر قانونی گرفتاری، نظر بندی یا جلاوطنی سے نجات، ایک آزاد اور غیر جانبدار ٹریبونل کے ذریعہ الزامات کی منصفانہ اور کھلی عدالت میں سماعت، اس وقت تک بے قصور تصور کیے جانے کا حق جب تک جرم ثابت نہ ہو جائے۔ خلوت، خاندانی امور گھریلو معاملات یا خط و کتابت کی بے قاعدہ اور ناجائز طریقہ پر روک تھام سے آزادی، نقل و حرکت کی آزادی، سیاسی پناہ لینے کا حق، قومی شہریت حاصل کرنے کا حق، شادی کرنے اور خاندان کی بنیاد رکھنے کا حق، جائیداد کی ملکیت کا حق، خیالات، ضمیر اور مذہب کی آزادی، رائے اور خیالات کے اظہار کی آزادی، میل جولی اور جماعت سازی کی آزادی، حکومت میں شریک ہونے کی آزادی اور سرکاری ملازمت کے حصول کا مساوی حق شامل ہے۔

دفعات ۲۲ تا ۲۷ کا تعلق اقتصادی، سماجی اور ثقافتی حقوق سے ہے۔ اعلان کی آخری دفعات ۲۸ تا ۳۰ میں تسلیم کیا گیا ہے کہ ہر شخص ایسے سماجی اور بین الاقوامی نظام کا حقدار ہے جس میں ان کے حقوق اور آزادی کو من و عن تسلیم کیا گیا ہے۔[3]

خلاصہ بحث

خطبہ حجۃ الوداع اسلامی تعلیمات میں انسانی حقوق کا بنیادی اور جامع منشور ہے، جو مساوات، عدل، آزادی، اور انسانی وقار کے اصولوں پر مبنی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے اس خطبے میں تمام انسانوں کے بنیادی حقوق، عزت و احترام، نسلی برتری کے خاتمے، عورتوں کے حقوق، اور معاشرتی عدل پر

---

1. محمد صلاح الدین / بنیادی حقوق، لاہور، ادارہ ترجمان القرآن، ص ۴۵

Muhammad salah ud din/ bunyadu hoqooq, Lahore, idara tarjoman al quraan , p 45.

2. محمد صلاح الدین / بنیادی حقوق، لاہور، ادارہ ترجمان القرآن، ص ۱۷۱

Muhammad salah ud din/ bunyadu hoqooq, Lahore, idara tarjoman al quraan , p 171.

3. اقوام متحدہ کے متعلق بنیادی حقائق، دفتر اطلاعات عامہ اقوام متحدہ، اسلام آباد، ص ۸۸،۸۹

Aqwam muttahida k motalliq bunyadi hoqooq, daftar aama aqwam muttahida, islam abad, p 88,89.

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

زور دیا۔ مغربی انسانی حقوق کے تصورات اگرچہ بعد میں قانونی اور فلسفیانہ طور پر مدون ہوئے، لیکن ان کے کئی بنیادی نکات خطبہ حجۃ الوداع میں پہلے ہی بیان ہو چکے تھے۔ مغربی دنیا میں انسانی حقوق کے تصورات کا ارتقا ایک طویل فکری اور عملی جدوجہد کا نتیجہ ہے، جو مختلف تاریخی، سماجی، اور قانونی عوامل سے متاثر رہا ہے۔ اس تحقیقی جائزے سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اسلامی تعلیمات میں انسانی حقوق کی جڑیں مغربی تصورات سے کہیں زیادہ گہری اور ہمہ گیر ہیں۔ خطبہ حجۃ الوداع نہ صرف مسلمانوں کے لیے بلکہ پوری انسانیت کے لیے ایک ابدی منشور کی حیثیت رکھتا ہے، جو قیامت تک کے لیے عدل، برابری، اور انسانی عظمت کا پیغام دیتا ہے۔

کتابیات

* محمد ثانی، ڈاکٹر حافظ، *محسن انسانیت اور انسانی حقوق* (کراچی: دارالاشاعت، 2003ء)۔
* مسلم، *الجامع الصحیح* (کراچی: نور محمد اصح المطابع)۔
* نثار احمد، ڈاکٹر، *خطبہ حجۃ الوداع کے عالمی اور آفاقی پہلو* (اسلام آباد: وزارت مذہبی امور، 2005ء)۔
* صفوت، احمد زکی، *جمہرہ خطب العرب* (مصر: مصطفى البابي الحلبی، 1980ء)۔
* ابن ھشام، *السیرۃ النبویۃ* (قاہرہ: مصطفى البابی الحلبی، 1990ء)۔
* مودودی، سید ابوالاعلیٰ، *پردہ* (لاہور: اسلامک پبلی کیشنز، 1972ء)۔
* شبلی نعمانی، *سیرت النبی* (لاہور: مکتبہ مدینہ)۔
* محمد صلاح الدین، *بنیادی حقوق* (لاہور: ادارہ ترجمان القرآن)۔
* اقوام متحدہ، *اقوام متحدہ کے متعلق بنیادی حقائق* (اسلام آباد: دفتر اطلاعات عامہ اقوام متحدہ)۔